انتخاب زوج کے معاملہ میں دین کو ترجیح دینے کی نصیحت

(فرمودہ ۲۶- جولائی ۱۹۳۵ء)

۲۶- جولائی ۱۹۳۵ء حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے چوہدری سردار احمد صاحب کے نکاح کا اعلان فرمایا۔

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :

دنیا کو عربی زبان کے محاورہ میں کھیتی سے مشابہت دی گئی ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ انسانی فطرت پر غور کر کے ہم یقینی طور پر اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ انسان کو بہت سی مشابہت کھیتی یا باغ سے ہے۔ اچھا باغبان یا اچھا انسان کبھی اس طرح نہیں کرتا کہ خراب بیج بوئے، پانی دے لیکن جب کھیتی تھوڑی بہت اُگ آئے تو اس وقت اچھا بیج تلاش کرنے کی کوشش کرے۔ ہر وہ کسان یا باغبان جو اچھے بیج کے حصول کے لئے کھیتی کے اُگ آنے پر کوشش کرتا ہے وہ کبھی اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اچھا کھیتی بونے اور اچھا باغ لگانے کے لئے اچھے بیج اور اچھی زمین کی ضرورت ہوتی ہے پھر اس کے بعد محنت اور کوشش اچھا نتیجہ پیدا کر سکتی ہے۔

چونکہ انسان کو کھیتی سے مشابہت حاصل ہے اس لئے جس طرح ظاہری کھیتی کے لئے اچھے بیج اور اچھی زمین کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح شادی بیاہ کے معاملہ میں ہمیشہ اچھے مرد اور اچھی عورت کا انتخاب کیا جانا چاہئے۔ ایک دفعہ رسول کریم ﷺ کے حضور ایک شخص نے ذکر کیا کہ وہ شادی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا دنیا میں کوئی مال کے لئے شادی کرتا ہے اور کوئی جمال اور حسب و نسب کے لئے لیکن میں کہتا ہوں کہ عَلَيْكَ بِذَاتِ الدِّيْنِ

تَرِبَتْ یَدَاکَ ۔ لہ تیرے ہاتھوں کو مٹی لگے تو دین کی خاطر شادی کر۔ تَرِبَتْ یَدَاکَ ۔ بددعائیہ فقرہ نہیں بلکہ یہ ایک عربی محاورہ ہے جو پیار کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

ہر انسان خواہش کرتا ہے کہ اس کا اور اس کی بیوی کا جمال قائم رہے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ خوبصورتی ایک عارضی شئے ہے۔ دوسری چیز جس کے لئے انسان شادی کرتا ہے وہ مال ہے۔ مال خرچ کرنے کے لئے ہوتا ہے اور مال کی قیمت دراصل وہی ہوتی ہے جس کے لئے وہ خرچ کیا جائے۔ جو مال خرچ نہ ہو اس کی کوئی قیمت نہیں ہوتی۔ تیسری چیز حسب ونسب ہے یہ بھی ایک بوجھ ہوتا ہے مثل مشہور ہے کہ جب گیدڑ اکٹھے ہوتے ہیں تو ان میں سے ایک "پدرم سلطان بود" کہتا ہے اور باقی تمام گیدڑ "تراچہ تراچہ" کہنے لگ جاتے ہیں۔ تو ماں باپ کا بڑے خاندان سے ہونا ایک بوجھ ہوتا ہے صرف اس لئے کہ لوگ کہیں کہ یہ بڑے حسب ونسب والا ہے۔ ہمیشہ انسان کو اپنی پوزیشن قائم رکھنے کا خیال رہتا ہے اور اس کی وجہ سے اس کے اخراجات بڑھ جاتے ہیں کام آنے والی اور مستقبل پر اثر ڈالنے والی چیز صرف دین ہے۔

دین اس حالت کا نام ہے جو انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے وہ سوز و گداز وہ رقّت اور وہ خشوع جو دل میں پیدا ہوتا ہے حقیقتاً وہی دین ہے۔ جو نماز نیکی اور تقویٰ پیدا نہ کرے وہ اصل نماز نہیں ہوتی، اسی طرح وہ روزہ بھی اصل دین نہیں جو انسان کے دل میں مخلوق سے ہمدردی کے جذبات پیدا کر کے انسان کو اللہ کے قریب نہ کردے بلکہ وہ چیز جو اس کے پیچھے ہے اصل دین ہے۔ اسی طرح وہ حج بھی اصل دین نہیں جس سے محض حاجی کہلانا مقصود ہو بلکہ جن پاک امنگوں کو دل میں لئے ہوئے حج کیا جائے وہ اصل دین ہے یہی زکوٰۃ کا حال ہے۔ جس نیت اور خواہش سے کوئی انسان دوسرے سے نیکی اور بھلائی کرتا ہے وہی حصہ دین کہلاتا ہے۔

تمام دنیا کے مذاہب انسان کی تربیت اس کے بالغ ہونے سے شروع کرتے ہیں لیکن اسلام انسان کی اصلاح اور تربیت اس کی پیدائش سے پہلے شروع کردیتا ہے۔ جیسے رسول کریم ﷺ نے فرمایا عَلَیْکَ بِذَاتِ الدِّیْنِ۔ دین کی خاطر شادی کرو۔ دین اس تڑپ اور تقویٰ کی سچی خواہش کا نام ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ کے قریب کردیتی ہے۔ بِذَاتِ الدِّیْنِ والی شرط مرد عورت دونوں کے لئے ہے صرف عورت کے لئے نہیں۔ جب عورت اور مرد دونوں ایسے ہوں گے تو گویا اچھا بیج اور اچھی زمین مل جائے گی۔ اسلام نے میاں بیوی کے تعلقات کی بنیاد دین پر رکھی ہے اس لئے رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ مرد عورت کے پاس جاتے وقت یہ دعا

کیا کرے۔ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطٰنَ وَجَنِّبِ الشَّیْطٰنَ مَارَزَقْتَنَا۔ ۲؎ یہ دعا ہے جس سے خشیت الٰہی اور تقویٰ پیدا ہوتا ہے اور اس سے انسان اپنی خوشی کی حالت کو قائم رکھ سکتا ہے۔
اس کے بعد جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو رسول کریم ﷺ کا حکم ہے کہ اس کے کان میں اذان کہو۔ اگرچہ بچہ نہیں سمجھتا کہ کیا کہا گیا لیکن پھر بھی اس کے اندر بولنے کی قوت مخفی ہوتی ہے جس طرح جنگل کے سرکنڈے میں بولنے کی طاقت مخفی ہوتی ہے مگر اس کا اظہار اس وقت ہوتا ہے جب اس کو کاٹ کرنَے (بانسری) بنائی جائے اسی طرح بچے کے اندر بھی بولنے کی قابلیت ہوتی ہے لیکن اس کا ظہور بعد میں ہوتا ہے۔ بچہ کے اندر قابلیت اور قبولیت دونوں مادے موجود ہوتے ہیں۔ قبولیت کا مادہ تو روز روشن کی طرح ظاہر ہے اسی بناء پر رسول کریم ﷺ نے بچے کے کان میں اذان دینے کی تاکید فرمائی اور اس کے بعد بچہ کے بڑے ہونے پر اس کی تربیت کی تاکید فرمائی۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ایک دفعہ حضرت امام حسینؓ کی خود تربیت فرمائی۔ کھانا کھاتے وقت جس طرح بچوں کی عادت ہوتی ہے حضرت امام حسینؓ نے بھی ادھر ادھر سے لقمے لینے شروع کردیئے رسول کریم ﷺ نے فرمایا کُلْ بِیَمِیْنِکَ وَکُلْ مِمَّا یَلِیْکَ۔ ۳؎ یعنی دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے آگے سے کھاؤ۔
اسی طرح ایک دفعہ صدقہ کی کھجوریں آئیں تو حضرت امام حسینؓ نے ان میں سے ایک کھجور اٹھا کر اپنے منہ میں ڈال لی آنحضرت ﷺ نے اسی وقت ان کے منہ میں انگلی ڈال کر کھجور نکال لی۔ ۴؎
ایسی اور بہت سی مثالیں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ بچوں کی بچپن سے ہی تربیت کرنا ضروری سمجھتے تھے۔ پھر جب بچہ ذرا اور بڑا ہوتا ہے اور وہ باتوں کی نقل کرنا سیکھ جاتا ہے تو نماز سکھانے کی تاکید فرمائی۔
اس کے علاوہ تعلیم پر بھی زور دیا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنی دو لڑکیوں کو تعلیم دیتا اور آداب سکھاتا ہے وہ اپنے لئے جنت میں گھر بناتا ہے۔ ۵؎ لوگ عموماً لڑکیوں کو تعلیم نہیں دلاتے اس واسطے لڑکیوں کا رسول کریم ﷺ نے ذکر کیا ہے یہ مطلب نہیں کہ لڑکوں کو تعلیم نہ دلانا کوئی حرج کی بات نہیں۔
پھر جب بچہ اس سے ترقی کرتا اور بڑا ہوتا ہے تو اسے شریعت کے احکام اور اخلاق فاضلہ سکھائے جاتے ہیں اور یہی چیز ہے جس سے حقیقی نیکی قائم ہو سکتی ہے۔

پس کوشش اس بات کی ہونی چاہئے کہ لڑکے کو اچھی لڑکی مل جائے اور لڑکی کو اچھا لڑکا مل جائے پھر دونوں نیک نیتی اور نیک ارادہ سے آپس میں ملیں اور اولاد پیدا ہونے پر اس کی تربیت کا ابتداء سے ہی خیال رکھیں تو ممکن نہیں کہ اولاد خراب ہو یا کم از کم اس اولاد میں اتنی نیکی کی قوت پیدا ہو جائے گی کہ برائی کا اثر اس پر نہیں ہو گا اور اگر شاذ کے طور پر کسی کی اولاد خراب بھی ہو جائے تو اس سے قوم کو بحیثیت مجموعی نقصان نہیں پہنچ سکتا جیسے اگر کسی اعلیٰ آموں کے باغ میں کسی درخت کو خراب پھل لگ جائے یا اعلیٰ کھیت میں کوئی سردہ خراب ہو جائے تو اس ایک دو کی خرابی کی وجہ سے باغ یا کھیت کی شہرت کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ یاد رکھو! یہی وہ طریق ہے جس سے حقیقی فلاح حاصل ہو سکتی ہے۔

(الفضل ۲۸۔ اگست ۱۹۳۵ء صفحہ ۳)

[1] ترمذی ابواب النکاح باب ماجاء فی من ینکح علی ثلٰث خصال

[2] بخاری کتاب بدء الخلق باب صفۃ ابلیس وجنودہ

[3] بخاری کتاب الاطعمۃ باب التسمیۃ علی الطعام والاکل بالیمین

[4] بخاری کتاب الزکوٰۃ باب مایذکر فی الصدقۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم واھلہ کی روایت میں حضرت امام حسنؓ کا ذکر ملتا ہے۔

[5] ابن ماجہ کتاب الادب باب بر الوالد والاحسان الی البنات